قصیدہ بُردہ

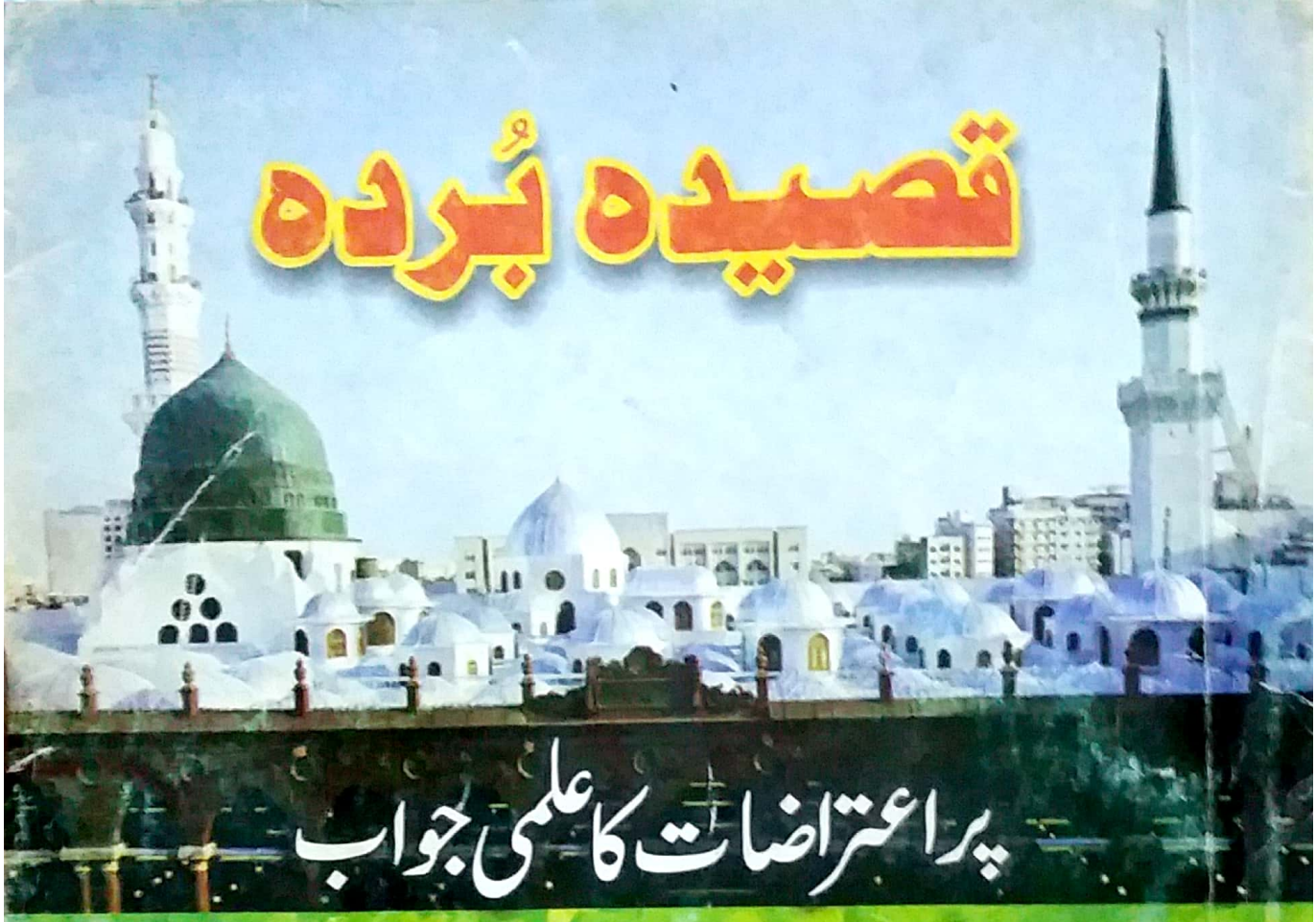

پر اعتراضات کا علمی جواب

تصنیف

شیخ عیسیٰ بن مانع (دبئ)

ترجمہ

مفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

Scanned with CamScanner

قصیدہ بُردہ

پر اعتراضات کا علمی جواب

تصنیف

شیخ عیسیٰ بن مانع (دبئی)

ترجمہ

مفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

205- جامع رحمانیہ شادمان-1-لاہور

☎:7580004-7594003

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ——— قصیدہ بُردہ پر اعتراضات کا علمی جواب
تصنیف ——— شیخ عیسیٰ بن مانع (دبئی)
ترجمہ ——— مفتی محمد خان قادری
زیر اہتمام ——— محمد محبوب الرسول قادری
بار اوّل ——— جنوری 2003ء
ناشر ——— کاروانِ اسلام 205 جامع رحمانیہ شادمان لاہور
فون: 7594003-7580004
قیمت ——— 15 روپے

ملنے کے پتہ

☆ جامع رحمانیہ 205 شادمان 1 لاہور
☆ جامعہ اسلامیہ 1 فصیح روڈ اسلامیہ پارک لاہور
☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور
☆ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور
☆ مسلم کتابوی دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور
☆ مکتبہ رضویہ دربار مارکیٹ نزد ستا ہوٹل لاہور
☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور
☆ مکتبہ جمال کرم گنج بخش روڈ لاہور
☆ مکتبہ نعیمیہ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور
☆ قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

جامعہ اسلامیہ لاہور - ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی ٹھوکر نیاز بیگ لاہور۔

Scanned with CamScanner

میزان حروف

امام بوصیری نے حضور ﷺ کی مدح میں مشہور قصیدہ لکھا جس کی شروحات اکابرین امت نے تحریر کیں۔ یہ قصیدہ مبارکہ امت کے اکثر اصحاب معرفت کا وظیفہ رہا اور مسلسل جاری ہے۔ اس دور میں بعض اہل بدعت نے اس قصیدہ کو شرکیہ قرار دے دیا اور آئے دن اس کے اشعار پر مختلف قسم کے اعتراضات کرنا اپنا وطیرہ بنالیا خصوصاً شیخ ابن عثیمین نجدی نے دو اشعار یا اکرم الخلق۔ الخ۔ پر طعن و تشنیع کی۔ عالم عرب کے مشہور عالم شیخ عیسی بن مانع مدظلہ العالی نے اس کے رد میں..... " **القول المبین فی بیان علو مقام خاتم النبیین** ﷺ " ..... کے نام سے مقالہ لکھا۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر کاروان اسلام کے سربراہ محقق عصر حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری مدظلہ نے اس اہم مقالہ کو اردو کے قالب میں ڈھالا ہے، افادۂ عام کے لیے ہم اسے شائع کرنے کی سعادت پا رہے ہیں۔

۵ فروری ۲۰۰۲ء۔ یوم یکجہتی کشمیر

۲۱ ذیعقد ۱۴۲۲ھ

منگل وار۔ دس بجے صبح

غبارِ راہ حجاز

ملک محبوب الرسول قادری

مدیر منتظم

ماہنامہ "سوئے حجاز" لاہور

ناظم اطلاعات و نشریات

کاروان اسلام

Scanned with CamScanner

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِىْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ

وَلَنْ يَّضِيْقَ رَسُوْلَ اللّٰهِ جَاهُكَ بِىْ
اِذَا الْكَرِيْمُ تَجَلّٰى بِاسْمِ مُنْتَقِمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

Scanned with CamScanner

حرف آغاز

ساتویں صدی کے مشہور امام شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن حماد بوصیری المتوفی ۶۹۴ نے حبیب خدا ﷺ کی شان اقدس میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے قصیدہ بردہ لکھا جو بارگاہ رسالتماب ﷺ میں مقبول ہوا۔ اس وقت سے لے کر آج تک امت اس سے مستفید ہو رہی ہے۔ اس کی مقبولیت کے بارے میں شیخ الاسلام امام ابن حجر مکی المتوفی ۹۷۳ لکھتے ہیں۔

کیف وقد ازدادت شهرتها الی ان صار الناس یتدارسونها فی البیوت والمساجد کالقران (المنح المکیۃ، ۱۰۶)	اس کی شہرت کا عالم یہ ہے کہ تمام لوگ اپنے گھروں اور مساجد میں اسے قرآن کی طرح پڑھتے پڑھاتے ہیں۔

امام بیضاوی، شیخ زادہ امام قسطلانی اور ملا علی قاری جیسے متعدد اہل علم و معرفت نے اس کی شروحات لکھیں۔ ان میں بڑے بڑے محدث اور مفسر بھی شامل ہیں ان میں سے ہر ایک نے بڑھ چڑھ کر اس قصیدہ کی تعریف کی اور لوگوں کو اس سے فائدہ اٹھانے کی تلقین کی بلکہ ان شروحات کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھا، لیکن ہمارے دور میں کچھ کم مطالعہ لوگوں نے اس پر طعن کرتے ہوئے اسے شرکیہ قصیدہ قرار دیدیا اور صرف اس کے پڑھنے سے ہی منع نہیں کیا بلکہ اسے جلانے کا فتویٰ جاری کیا۔ ایسے لوگوں کی رائے کا علمی تجزیہ نہایت ہی ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی توفیق شیخ عیسیٰ مانع حفظہ رحمہ اللہ تعالیٰ (ڈائریکٹر اوقاف دبی) کو عطا فرمائی جنہوں نے اس قصیدہ کے بعض اشعار پر اعتراضات کی خوب خبر لی ہے جن اشعار پر طعن کیا گیا وہ یہ ہیں۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه	سواک عند حلول الحادث العمم
ولن یضیق رسول الله جاهک بی	اذا الکریم تجلی باسم منتقم
فان من جودک الدنیا و ضرتها	ومن علومک علم اللوح و القلم

(اے تمام مخلوق سے معزز روز قیامت ان ہولناک حالات میں میرا آپ کے سوا کوئی نہ ہوگا جن کی میں پناہ لوں، اس دن رسول اللہ ﷺ کا سہارا کام دے گا جبکہ اللہ تعالیٰ کی صفت انتقام و غضب نہایت ہی اشکار ہوگی اور یہ دنیا و آخرت آپ کے جود و کرم کا حصہ ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علم کا جز ہے)

Scanned with CamScanner

کچھ شارحین کے حوالے سے شیخ مصنف نے خوب لکھا ہے بعض حوالہ جات ہم بھی یہاں نقل کئے دیتے ہیں۔

۱۔ ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی المتوفی ۸۴۹ھ ''فمن علومک علم اللوح والقلم'' کے تحت بحث سمیٹتے ہوئے لکھتے ہیں۔

أی الدنیا و الآخرة قطرة من بحر جودک (و علم اللوح و القلم) قلیل من علومک الدینیة التی اعطاک الله تعالیٰ أو ما فی اللوح له نهایة و لیس لعلوم باطنک نهایة اذهو ینبوع من بحار علومک

(شرح قصیدۃ البردۃ:۳۳۳)

یعنی دنیا و آخرت آپ کے بحر جود و سخا کا ایک قطرہ ہے اور لوح و قلم کا علم اپ کے ان علوم دینیہ کے مقابلہ میں بہت کم ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے یا لوح و قلم کے علم کی حد ہے اور آپ کے علوم باطنیہ کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے کیونکہ لوح و قلم کا علم آپ کے علم کے سمندر سے ایک چشمہ ہے۔

۲۔ قصیدہ بردہ شریف کے اسی شعر کی شرح میں شیخ جمال بن نصیر الجنابی متوفی ۹۹۰ھ رقم طراز ہیں۔

''(ومن) بعض (علومک) التی علمک الله تعالیٰ، (علم اللوح) أی علم مافیه وهو فی الهواء فوق السماء السابعة طوله مابین السماء والأرض، و عرضه مابین المشرق والمغرب، وهو من درة بیضاء کذافی بعض التفاسیر و علم (القلم) الذی کتب به الکائنات فی اللوح، فاذاکان جاهک فی الجود و العلم بهذا المشابة کیف

یہاں من بعضیہ ہے اور علوم سے مراد وہ علوم ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں۔ ''علم اللوح'' سے مراد وہ علم جو ''لوح'' میں محفوظ ہے جبکہ لوح ساتویں آسمان سے اوپر فضا میں ہے اس کی لمبائی زمین اور آسمان کا درمیانی فاصلہ ہے جبکہ اس کی چوڑائی مشرق سے لے کر مغرب تک ہے۔ اور ''لوح'' ایک چمکتے دمکتے ستارہ کی طرح ہے جیسا کہ بعض تفاسیر میں ہے۔ علم القلم سے مراد وہ علم ہے

Scanned with CamScanner

بینقص بشفاعة شخص محتاج
(شرح قصیدہ البردۃ :۲۱۰)

جو قلم کے ذریعے "لوح" پر کائنات کے متعلق لکھا گیا ہے۔ جب جود وعلم میں آپ کا یہ مقام ہے تو محتاج بندہ شفاعت سے کیسے محروم رہے گا۔

۳۔ حضرت ملا علی قاری،۱۰۱۴، نے ان اشعار کے تحت خوب لکھا۔ یہاں مفعول کی طرف اضافت یعنی لوگوں کا علم لوح وقلم کے بارے میں لہذا یہاں اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔

قیل انه مضاف الی المفعول ای علم الناس باللوح والقلم فاحتاج الی القول بان فیه اقوالا وقیل ان الله تعالیٰ اطلعه ما کتبه القلم فی اللوح المحفوظ وهو علم الاولین والاخرین و هو الاظهر و توضیحه بان المراد بعلم اللوح ما اثبت فیه من النقوش القدسیة الصور الغیبة و بعلم القلم به کما شاء والاضافة لادنیٰ ملا بسة و کون علمها من علومه تتنوع الی الکلیات و الجزئیات و حقائق و دقائق و عوارف و معارف یتعلق بالذات و الصفات و علمها یکون سطرا من سطور علمه و نهرا من بحور علمه ثم مع هذا هو من برکة وجوده علی ما نقل انه و رد اول ماخلق الله نوری ای فنظر الیه تعالیٰ نظر هیبة فانشق نصفین فخلق من نصفه الکونین و هو المراد بالقلم ولذاورد اول ما خلق الله القلم فلا تعارض والحاصل ان الدنیا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع فرمادیا جو کچھ قلم نے لوح محفوظ پر رقم کیا اور وہ تمام اولین وآخرین کا علم ہے اور یہی ظاہر ہے۔ جس کی توضیح یہ ہے علم لوح سے مراد جو کچھ نقوش مقدسہ کے ذریعے صور غیبیہ میں لکھا گیا ہے اور علم القلم سے مراد جیسا اس نے (اللہ تعالیٰ) چاہا۔ اور یہاں علم کی اضافت ادنیٰ ملابست کی وجہ سے ہے اور لوح وقلم کا علم آپکے علوم کا ایک حصہ ہے جس کی مختلف اقسام کلیات، جزئیات، حقائق ،دقائق پر مشتمل ہے اور ایسے عوارف اور معارف۔ جو ذات وصفات باری سے متعلق ہے۔ اور لوح وقلم کا علم آپ کے سطور علم کے سامنے ایک سطر ہے اور لوح وقلم کا علم آپ کے علم کے سمندروں کے مقابلہ میں ایک نہر ہے اور پھر ساری کائنات آپ کے وجود اقدس کی برکت سے جیسا کہ حدیث میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی نظر ہیبت سے توجہ فرمائی تو اس کے دو حصے ہو گئے پھر ایک نصف سے کونین کو پیدا فرمایا ور (کونین) سے

Scanned with CamScanner

والاخرة من اثارو جودک وما ظهر من القلم علی اللوح من اسرار معارفک علی اللوح من اسرار معانیک و انوار علومک و فی البیت ایماء الی ان الجاه انما هو بالعلم بالله تعالیٰ والجود علی الخلیقة کماورد ان کمال الایمان التعظیم لامر الله تعالیٰ والشفقة علی خلق الله

(الزبدۃ العمدۃ:۱۱۷)

مراد قلم ہے۔ اس لئے فرمایا اَول ما خلق اللہ القلم (سب سے پہلے اللہ رب العزت نے قلم کو پیدا فرمایا) تو اب ان میں تعارض ہی نہ رہا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دنیا و آخرت آپ کے وجود مسعود کا ہی ثمر ہے اور جو قلم سے لوح پر ظاہر کیا وہ آپ کے معارف و معانی کے اسرار اور آپ ﷺ کے علوم کے انوار میں سے ہے۔ اس شعر میں اس طرف اشارہ ہے کہ منصب، اللہ تعالیٰ کے بارے میں علم و معرفت اور مخلوق پر جود کی وجہ سے ہوتا ہے جیسا کہ منقول ہے اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل اور مخلوق پر شفقت کمال ایمان ہے۔

۴۔ ملک العلماء، بحر العلوم مولانا عبد العلی محمد لکھنوی حضور ﷺ کے علوم کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

و علمه علوما بعضها ما حتوی علیه القلم الاعلیٰ وما استطاع علی احاطتها اللوح الادنی لم یلد الدهر مثله من ۱۱الازل ولم یو لد الی لابد فلیس له فی السموات والارض کفواحد

(حاشیہ الدولۃ المکیہ، ۳۰)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو علوم عطا فرمائے ہیں، قلم اعلیٰ کے علوم اس کا جز ہیں اور لوح کامل ان کا احاطہ نہیں کر سکتی ازل سے آپ کی مثل پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی کہیں ہوگا آسمانوں اور زمین میں آپ کی مثل اور ہم پلہ کوئی نہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل سے ہم سب کو اپنی بارگاہ بیکس پناہ اور اپنے تمام مقبول بندوں خصوصاً اپنے حبیب ﷺ کے احترام و توقیر کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد خان قادری
خادم
کاروان اسلام
بروز جمعرات بوقت عشاء
۳۱ جنوری ۲۰۰۲ء

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و افضل الصلاۃ و اکمل التسلیم علی سیدنا محمد و علی آلہ الطیبین و اصحابہ اجمعین.

حمد وصلوۃ کے بعد!

اس وقت امت مسلمہ پر خزاں کی جو ہوائیں چل رہی ہیں وہ اس کے جسد کے لیے نہایت ہی خطرناک ہیں، اس موقعہ پر لازم یہ ہے کہ ہم اختلافات کو ختم کر کے ان اسلام کے دشمنوں کے سامنے صف واحد کی صورت میں سینہ سپر ہوں جو دین اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں لیکن ہمارے ہاں ایک ایسا فرقہ ہے جو امت کو زخمی کر رہا ہے، وہ عقائد و مذہب کے ایسے مسائل اٹھا رہا ہے جس سے امت مسلمہ کے بارے میں سوءظن پیدا ہو رہا ہے اور وہ بغیر فہم و شعور کے امت کو مشرک اور گمراہ قرار دے رہا ہے۔ وہ خواہش نفس پر سوار، آراء میں متعصب اور فکر میں منتشر ہے کوئی وقت ایسا نہیں گزرتا جب ہمارے کانوں میں ان کے یہ غلط افکار سننے میں نہ آتے ہوں اور دیکھنے سے آنکھوں کو تکلیف نہ ہوتی ہو، وہ ان زہر آلود افکار کے ذریعے عوام مسلمین کو گمراہ کر رہا ہے اور نوجوانوں کو محض نعروں کا شہد اور سنت کا رونا رو کر دھوکہ دے رہا ہے۔

ضرورت مقالہ:

ہم نے محسوس کیا کہ ان امور کی حقیقت اور ان میں غلطی و خرابی کا واضح کرنا ہم پر لازم ہے تا کہ وہم میں پڑ جانے والوں کا وہم ختم ہو، مسلمانوں کے دلوں میں الحق پریشانی کا ازالہ اور حق، باطل سے ممتاز و آشکار ہو جائے، مجھے جو اس وقت پریشانی لاحق ہوئی تو اس کا سبب شیخ ابن عثیمین کا عارف باللہ امام بوصیری کے بعض اشعار کے حوالے سے اہل سنت پر حملہ ہے، حالانکہ انھیں کئی صدیوں سے مسلمان پڑھتے اور ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو مدح ہے اسے سراہتے آ رہے ہیں، ہمارے علم میں کوئی ایک بھی نہیں جس نے انھیں غلط کہا ہو۔

تمام نے انھیں مستحسن ہی کہا، امت کا اس مبارک قصیدہ کو سراہنا اس کی قبولیت پر علامت ہے لیکن شیخ مذکور (اللہ ہمیں اور ان کو ہدایت دے) کو یہ قبولیت پسند نہیں آئی اور ان اشعار پر تنقید کر ڈالی۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه	سواک عند حلول الحادث العمم
ان لم تکن فی معادی اخذ ایبدی	فضلاً والاقل یازلة القدم
فان من جودک الدنیا و ضرتها	و من علومک علم اللوح و القلم

شیخ ابن عثیمین کا کہنا یہ ہے کہ یہ اوصاف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں، اس شاعر نے حضور ﷺ کے لیے یہ اوصاف کیسے ثابت کر دیئے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے فان من جودک الدنیا و ضرتها من تبعیضیہ ہے، دنیا سے دنیا اور ضرۃ سے مراد آخرت ہے۔ جب دنیا و آخرت دونوں جود رسول ﷺ کا کل نہیں، بلکہ اس کا بعض قرار دیا تو اللہ عزوجل کے لیے کیا رہ گیا؟ اس کے لیے ممکنات سے کوئی شے نہ رہی نہ دنیا کی اور نہ آخرت کی۔ اس طرح سے مصرعہ "و من علومک علم اللوح و القلم" یہاں بھی من تبعیض کے لیے ہے، جب ہم نے حضور ﷺ کے بارے میں اس قدر علم ثابت کر دیا تو اب اللہ تعالیٰ کے لیے کونسا علم رہ گیا؟

شیخ ابن عثیمین کا رد:

ان شبہات کے تفصیلی رد سے پہلے ہمارے چند سوالات ہیں۔

۱۔ کیا اللہ تعالیٰ کی ذات محدود ہے؟

۲۔ کیا اللہ تعالیٰ کا علم محدود ہے؟

۳۔ کیا اس کے جود و کرم محدود ہیں؟

۴۔ کیا لوح محفوظ کے علوم اللہ تعالیٰ کے علم کا احاطہ کر سکتے ہیں؟

اس کے جواب میں علماء تو کجا عام مسلمان بھی کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کے کمال کی کوئی انتہا

Scanned with CamScanner

نہیں اور نہ اس کی صفات کی حدود ہیں کیونکہ اس کی شان ہے:

لیس کمثلہ شی و ھو السمیع البصیر اس کی کوئی مثل نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

جو شخص باری تعالیٰ کی ذات یا صفات کو محدود سمجھتا ہے یا اس کے علم کو مخلوق (مثلاً لوح محفوظ) میں محصور جانتا ہے تو وہ صراط مستقیم سے ہٹ کر گمراہی میں چلا گیا کیونکہ اس نے اسلام کے سب سے بنیادی رکن توحید کو گرا دیا کیونکہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اس کے افعال کو مشابہت مخلوق سے پاک جانا جائے۔ قارئین کرام! آپ اس رسالہ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق وفضل سے انہی اشیاء کی مزید تفصیل ملاحظہ کریں گے۔

عقیدہ پر خطرناک اثرات

جب آدمی ابن عثیمین کا کلام پڑھتا ہے تو سوچتا ہے کہ واقعتہً انھوں نے یہ بات کہی ہے یا سبقت لسانی ہے، یاد رہے ان کی یہ گفتگو پہلے ایک مجلّہ میں شائع ہوئی، بعد میں اسے کتابی شکل دی گئی۔ ظاہر ہے ان کی اجازت سے سب کچھ ہوا، یہ سمجھ نہیں آ رہی انھوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات کو محدود کیسے کر دیا اور اس کے علم کو محدود کیسے تصور کر لیا؟

ہر آدمی جانتا ہے کہ عقیدۂ مسلم میں یہ بات بنیادی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات غیر محدود ہیں، اس لیے ہمیں یہ گفتگو نہایت ہی خطرناک محسوس ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ کے علم وکرم کو مخلوق کے علم وکرم کی طرح قرار دے دیا گیا، حالانکہ مخلوق میں یہ صفات متناہی اور اللہ تعالیٰ کی نسبت سے غیر متناہی ہیں، ورنہ اللہ تعالیٰ کا عجز وجہل سے متصف ہونا لازم آئے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے، جس نے اللہ تعالیٰ کی صفات کو متناہی کہا، اس نے کبیرہ برائی کا ارتکاب کیا اور عقیدہ اسلامیہ کی جڑ کاٹ دی۔

ابن عثیمین نے فتویٰ میں جو لکھا ہے اسے پڑھیے اور غور کیجئے وہ کہتے ہیں جب دنیا و آخرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جود کا بعض ہیں نہ کہ کل تو کیا اللہ تعالیٰ کے لیے دنیا و آخرت

Scanned with CamScanner

کی کوئی شے رہ جائے گی؟ کیا تم خود اسے صفات الٰہیہ کے لیے نقصان دہ نہیں سمجھ رہے، اس کلام میں یہ خطرہ موجود ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے جود و کرم کو دائرہ مخلوق میں منحصر کر دیا ہے اور یہ اس کی صفات کے محدود ہونے پر شاہد ہے، جب اس کی صفت محدود ہے تو اس کا اثر اس کی ذات اقدس تک جائے گا کہ وہ بھی محدود ہو جائے، یہ عقیدہ خالق کی تقدیس و تنزیہ کے منافی ہے اور اس کے اس کمال کے بھی منافی جس کے بارے میں یہ اعتقاد ضروری ہے کہ اس کی کرم کی حد نہیں اور نہ اس کے کرم و جود کی کوئی حد ہے، ہمیں تو سمجھ نہیں آ رہی شیخ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کو کیا سمجھا جو حدیث قدسی میں ہے، جسے امام حاکم، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان اولکم و اخرکم و انسکم و جنکم قاموا فی صعید واحد فسألونی فاعطیت کل واحد مسالته مانقص ذلک من ملکی الا کما ینقص المخیط اذا ادخل البحر.	تمھارا پہلا اور آخری، انسان اور جن جو کچھ بھی مجھ سے مانگیں اور میں انھیں وہ سب کچھ عطا کر دوں تو میری ملکیت سے سمندر سے سوئی کے سوراخ کے برابر بھی کمی نہیں ہوتی۔

سمندر سے سوئی کے سوراخ کے برابر کمی بطور تمثیل، اذہان کی سمجھ کے لیے ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں اور سمندر کے درمیان کیا نسبت؟ شیخ کا وہم کہ جود الٰہی دنیا و آخرت میں محصور ہو گیا اس نص کے عارض و مخالف ہے جو واضح کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جود متناہی نہیں، نہ اس کی حد ہے اور نہ اسے شمار کیا جا سکتا ہے۔ جب دنیا و آخرت (جن میں جن و انس کے سوال کا تصور ہے) اللہ تعالیٰ کی ملکیت سے اتنی کمی بھی نہیں کر سکتے جو سوئی سمندر سے کرتی ہے تو کسی مسلمان کے لیے یہ کیسے درست ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کا جود و کرم ان میں ہی منحصر ہے، وہ باقی سمندر کہاں گیا جو سوئی کے علاوہ تھا تو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کرم کے محدود ہونے سے

Scanned with CamScanner

پاک ہے اور نہ ہی کسی مخلوق کے مشابہ ہے۔

علم الٰہی کے تصور میں عثیمین کی غلطی:

شیخ کا یہ کہنا کہ جب حضور ﷺ کا علم یہ ہے تو اللہ تعالیٰ کا علم کہاں ہے؟ یہ گفتگو عقیدہ کے طور پر بڑی خطرناک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم کی نہ تو حد ہے اور نہ اس کا احاطہ کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم کا تعلق واجبات، جائزات اور مستحیلات کے ساتھ ہے، نہ اس کی ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ اللہ تعالیٰ ان کے وہم سے بھی بلند ہے۔ وجہ خطا شیخ کی یہ ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے علم کو لوح وقلم یا دنیا و آخرت میں محدود کر دیا ہے، افسوس کہ کوئی عاقل کیسے تصور کر سکتا ہے کہ لوح وقلم (جو مخلوق ہیں) وہ اللہ تعالیٰ کے علم کا احاطہ کر سکتے ہیں اور اس تصور سے اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت کا محصور ہونا لازم آ رہا ہے۔ سبحان اللہ! شیخ کو قصہ حضرت خضر یاد نہ رہا جو صحیح حدیث میں ہے اور حضرت خضر علیہما السلام وہ دونوں حضرت موسیٰ کشتی میں بیٹھ گئے حضرت خضر کو انھوں (کشتی بان) نے پہچان لیا اور بغیر کرایہ کے انھیں بٹھا لیا۔

فجاء عصفور فوقع علی حرف السفینة فنقر نقرة او نقر تین فی البحر	ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے بیٹھ گئی اس نے ایک یا دو چونچ سمندر سے پانی لیا

حضرت خضر نے فرمایا: اے موسیٰ!

مانقص علمی و علمک من علم الله الا کنقرة هذا العصفور فی البحر (صحیح البخاری، کتاب العلم)	میرا اور تمھارا علم اللہ تعالیٰ کے علم کی نسبت اس طرح ہے جیسے چڑیا کی چونچ کی نسبت سمندر سے ہے

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ابن جریج کی روایت بہت ہی خوب ہے۔

Scanned with CamScanner

ما علمی و علمک فی جنب علم الله الا کما اخذ هذا العصفور بمنقاره من البحر	میرا اور تمھارا علم اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح ہے جیسے چڑیا کی چونچ بنسبت سمندر کے۔

یہ فقط سمجھانے کے لیے مثال ہے، ورنہ سمندر کتنا ہی وسیع کیوں نہ ہو، وہ محدود اور علم الٰہی غیر محدود ہے۔ رب العزت کا فرمان ہے۔

قل لو کان البحر مداد لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثله مددا (سورۃ الکھف ۱۰۹)	تم فرما دو، اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی اگر چہ ہم ویسا ہی اس کی مدد کو لے آئیں

شیخ عثیمین کے کلام کا رد:

یہاں ہر مسلمان کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر شیخ علم کو لوح و قلم تک ہی محدود مانتے رہے تو ان کی تخلیق سے پہلے علم الٰہی کہاں تھا کیونکہ وہ این و کیف سے ماورا ہے۔ انھیں یہ باور نہیں ہو رہا کہ علم کا محصور ہونا مخلوق کے علم کی صفت ہے اور یہ تو باری تعالیٰ کو مخلوق کے مشابہ قرار دینا ہے اور انھیں یہ علم ہے عقیدۂ اسلامیہ میں تشبیہ کس قدر خطرناک ہے اور تشبیہ کے بارے میں علماء اسلام کا موقف کیا ہے؟ جب شیخ کا مقصد یہ ہے کہ کسی مخلوق میں وصف باری تعالیٰ نہیں پایا جا سکتا اور یہ اس کی تنزیہ و تقدیس کا تقاضا ہے اور اس سے یہ زیادہ خطرناک یہ بات ہے کہ ہم باری تعالیٰ کے لیے مخلوق کی صفات ثابت کر دیں جیسا کہ شیخ مذکور نے کر دیا، انھوں نے علم کو عالم دنیا و آخرت میں محصور کر دیا اور باری تعالیٰ کے ارشاد گرامی کی پرواہی نہیں کی۔

ان الله کان بکل شیئ علیما بلاشبہ وہ ہر شے جاننے والا ہے

(النساء، ۱۳۳)

Scanned with CamScanner

دوسرے مقام پر ارشاد ہے

و ما اوتیتم من العلم الاقلیلا. اور تمھیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

(اسراء، ۳۶)

لوح وقلم اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اشیاء میں سے ہیں۔ شیخ اس ارشاد نبوی سے غافل ہے، اللہ تعالیٰ نے پہلے قلم پیدا فرمایا اور اسے فرمایا، لکھ، عرض کیا میرے رب کیا لکھوں؟

اکتب مقادیر کل شیئ حتی تقوم لساعة قیامت تک ہر شے کی تقدیر لکھ دے

اس حدیث شریف میں بالکل واضح ہے کہ قلم کو قیامت تک تقاریر لکھنے کا حکم ملا۔ رہا قیامت کے بعد کا معاملہ تو اس نے وہ نہیں لکھا، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔ اس سے کون سی چیز مانع ہے کہ جن اشیاء کو قلم نے نہیں لکھا ان پر اللہ تعالیٰ جسے چاہے مطلع فرما دے۔ خصوصاً اپنے حبیب اور رسول خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم، اس پر کچھ نصوص کا تذکرہ آ رہا ہے۔

ابن عثیمین اور ان کے ساتھیوں کی مشکل یہ ہے کہ وہ اسباب اور مسببات میں خلط ملط دیتے ہیں۔ سبب ظاہری اور خفی میں فرق نہیں کر پاتے اور اس سے بھی غافل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسباب کو مسببات کے ساتھ قائم فرما رکھا ہے، شیخ پر تعجب یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے فتوی میں خود اپنے قول کی تردید کر دی ہے جب ان سے سوال ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے۔

اللہ و رسولہ اعلم۔ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں

تو انھوں نے جواب میں کہا

قولھم اللہ و رسولہ اعلم جائز و ذلک لان علم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من علم اللہ، فاللہ تعالی ھو الذی یعلمہ مالا یدرکہ البشر و لھذا اتی بالواو. (المجموع الثمین من فتاوی العثیمین ۲. ۲۱۳)

صحابہ کا قول "اللہ و رسولہ اعلم" جائز ہے، کیونکہ رسول ﷺ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم

Scanned with CamScanner

سے ہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وہ علم عطا فرمایا جس کا ادراک انسان نہیں کر سکتا، اسی لیے درمیان میں واؤ ہے۔

ثقہ علماء کی آراء میں اشعار کی تشریح

اب ہم امام بوصیری کے اشعار کا جائزہ لیتے ہیں، کیا وہ کفریہ ہیں یا وہ قصیدہ کے نہایت ہی پسندیدہ اشعار میں سے ہیں، شیخ ابن عثیمین نے انھیں کفریہ قرار دیتے ہوئے یہ فتوی دیا۔

قطع نظر اس بات کے کہ ان کی محافل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسے غلو سے کام لیا جاتا ہے جو بندہ کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں کے خلاف جہاد فرمایا، ان کے خون، اموال اور اولاد کو مباح قرار دیا، ہم ان محافل میں ایسے قصائد سنتے ہیں جو یقینی طور پر بندے کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتے ہیں جیسا کہ بوصیری کے اشعار ہیں یا اکرم الخلق الخ۔

پہلی بات تو ہم ابن عثیمین سے یہ کہتے ہیں آپ کو معلوم ہے اس قصیدہ مبارکہ کی شرح اور اس پر تضامین بصورت تخمیس و تسبیع بیسیوں اکابر علماء نے کی ہیں، کیا وہ سارے شرک اکبر کی دعوت دینے والے تھے؟ اکابرین امت اس کو پڑھتے آئے، کیا وہ اس سے جاہل رہے جو شیخ کو سمجھ آیا؟ اللہ تعالیٰ ہمیں پستی میں گرنے سے محفوظ رکھے، وہم سے بچائے اور رسوخ کی دولت عطا فرمائے۔ اور امت کے سواد اعظم سے نکلنے سے بچائے۔

شارحین قصیدہ کا تذکرہ:

یہاں کچھ شارحین قصیدہ بردہ کا تذکرہ بھی ملاحظہ کر لیجئے

(۱) ابو شامہ عبد الرحمن بن اسماعیل العقدسی الشافعی المقری النحوی المتوفی سنة ۵۶۹

(۲) علی بن جابر بن موسی الیمنی الشافعی المتوفی سنة ۷۶۵ھ

(۳) جمال الدین عبد اللہ بن یوسف المعروف بابن ھشام النحوی

Scanned with CamScanner

المتوفى سنة ۷۶۱ھ

(۴) شمس الدین ابو عبد الله محمد بن عبد الرحمن الزمردی الشهیر بابن الصائغ المتوفی سنة ۷۷۶ھ

(۵) مسعود بن عمر المعروف بسعد الدین التفتاز انی المتوفی ۷۹۷ھ

(۶) ابو عبد الله محمد بن احمد بن مرزوق التلمسانی المتوفی سنة ۷۹۱ھ وسماه "الاستیعاب لما فیها من البیان والاعراب" واله شرح اخر سماه "اظهار صدق المودة فی شرح قصیده البردة".

(۷) جلال بن قوام بن الحکم و اتم شرحه فی سنة ۷۹۲ھ

(۸) بدر الدین محمد بن بهادر الزرکشی المتوفی سنة ۷۹۴ھ

(۹) محمد البسطامی الشاهرودی المعروف بمصنفک المتوفی سنة ۸۷۵ھ

(۱۰) شرف الدین علی الیزدی المتوفی سنة ۸۲۸ھ

(۱۱) کمال الدین حسین الخوارزمی المتوفی سنة ۸۴ھ

(۱۲) جلال الدین محمد بن احمد المحلی الشافعی المتوفی ۸۶۴ھ وسماه الانوار المضیة فی مدح خیر البریة.

(۱۳) جلال الدین احمد بن محمد بن محمد الخجندی المتوفی سنة ۸۰۳ھ وسما "طیب الحبیب هدیة الی کل محب لبیب".

(۱۴) زین الدین ابو العز طاهر بن حسن المعروف باین حبیب الحلبی المتوفی سنة ۸۰۸ھ

(۱۵) القاصی شهاب الدین الدولة آبادی المتوفی سنة ۸۴۹ھ

Scanned with CamScanner

(١٦) زين الدين خالد بن عبد الله الازهرى المتوفى سنة ٩٠٥ ھ وسماه "الزبدة فى شرح قصيدة البرّدة"

(١٧) شهاب الدين احمد بن محمد القسطلانى المتوفى سنة ٩٢٣ ھ وسماه "مشارق الانوار المضية فى شرح الكواكب الدرية"

(١٨) القاضى زكريا بن محمد الانصارى المتوفى سنة ٩٢٦ ھ وسماه "الزيدةالرائقه فى شرح قصيدة البردة الفائقه".

(١٩) عبيد الله محمد بن يعقوب المولى الفنارى المتوفى سنة ٩٣٦ ھ

(٢٠) محى الدين محمد بن مصطفى المعروف بشيخ زاده المتوفى سنة ٩٥١ ھ

(٢١) بدر الدين محمد بن محمد الغزى المتوفى سنة ٩٨٤ ھ وسماه "الزيدة".

(٢٢) خير الدين خضر بن عمر العطو فى المتوفى سنة ٩٨٤ ھ

(٢٣) حسام الدين حسن بن محمد العباسى.

(٢٤) احمد بن مصطفى الشهير بلالى.

(٢٥) يحيى بن منصور بن يحيى الحسنى وسماه: "نتائج الافكار".

(٢٦) الامام فخر الدين احمد بن محمد بن ابى بكر الشيرازى وسماه "نزهة الطالبين وتحفة الراغبين".

(٢٧) الفاضل الحسن بن محمد بن الحسن الحنفى النخعى.

(٢٨) يحيى بن زكريا المفتى وسماه "صدق المودة".

(٢٩) ابو العباس احمد الازدى المعروف بالقصار.

Scanned with CamScanner

(۳۰) حسن بن حسین التالشی.

(۳۱) شمس الدین ابو عبد الله محمد بن حسن القدسی البر مونی

(۳۲) علی بن سلطان المعروف بملا علی القاری المتوفی سنة ۱۰۱۴ھ.

(۳۳) عبد الواحد بن احمد الانصاری المتوفی سنة ۱۰۴۰ ھ وسماه "شفاء القلب الجریح".

(۳۴) محمد بن غور ابی بکر بن محمد بن غور سلیمان الکر دی الحنفی اتم شرحه فی سنة ۱۰۴۸ ھ وسماه "الدرة المضیة فی شرح الکواکب الدریة".

(۳۵) ابراهیم بن محمد الباجوری المتوفی سنة ۱۲۷۶ ھ

(۳۶) القاضی عمر بن احمد الخربوتی و سماه "عصیدة الشهدة"

اشعار کی شرح:

ان میں سے بعض نے جو اشعار کی شرح لکھی وہ ملاحظہ کریں۔

شیخ خالد ازہری یا اکرم الخلق.....الخ کی تشریح میں لکھتے ہیں،

اے تمام مخلوق سے بہتر! روز قیامت کے ہولناک موقع پر میرا تیرے سوا کوئی نہیں، اس وقت تمام مخلوق آپ کے مرتبہ رفیع اور بارگاہ عظیم کی طرف رجوع کرے گی، یارسول اللہ! ﷺ جب اللہ تعالیٰ گناہ گاروں پر گرفت فرمائے گا اور معاملہ سخت ہوگا تو اس وقت آپ کا ہی سہارا میرے کام آئے گا۔

اس شعر میں امام بوصیری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو بیان کیا کہ جب سورج مخلوق کے سروں سے بھی زیادہ قریب ہوگا اور خوف، قلق و اضطراب طویل ہو جائے گا حتی کہ کفار یہ آرزو کریں گے کہ یہاں سے جان چھوٹ جائے خواہ ہم دوزخ میں جائیں۔ اس وقت

Scanned with CamScanner

تمام مخلوق حضرات انبیاء کرام علیھم السلام کی طرف رجوع کرے گی۔ ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام سے ہوگی، پھر حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسی، پھر حضرت عیسی علیہم السلام کے پاس آئیں گے۔ تمام کے تمام عذر پیش کر کے شفاعت سے انکار کر دیں گے اور کہیں گے نفسی نفسی یہ تمام سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ آپ ﷺ فرمائیں گے۔

شفاعت کے لیے میں ہوں۔ انا لھا

تو امام بوصیری نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خصوصی اور عظیم درجہ کا تذکرہ کیا ہے، اس پر احادیث صحیحہ شاہد ہیں، حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ مجھے اپنی ایسی محامد عطا فرمائے گا کہ میں ان پر اس وقت تک قادر نہ ہوں گا، پھر میں وہ محامد کروں گا تو کہا جائے گا۔

یا محمد ارفع رأسک و سل تعطه و اشفع تشفع — اے محمد! ﷺ اپنا سر اٹھایئے اور مانگیے۔ آپ کو دیا جائے گا، آپ شفاعت کیجئے کہ آپ کی شفاعت سفارش قبول کی جائے گی

تو امام بوصیری نے شفاعت کبری کا بیان کیا جس پر احادیث صحیحہ موجود ہیں اور یہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی خاصہ ہے، اس کے علاوہ بھی آپ کے لیے شفاعت ثابت ہیں۔

اس میں بتایئے عقیدہ کے خلاف کونسی چیز ہے؟

کیا یہ عین ایمان نہیں؟ شفاعت ہی ایک ایسی چیز ہے جو اہل سنت کو ممتاز کر دیتی ہے ان اہل بدعت سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے منکر ہیں۔ افسوس! بعض لوگ آپ کے لیے "اکرم الخلق" تمام مخلوق سے معزز اور بلند کے الفاظ بھی پسند نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ درجہ مسلمہ طور پر آپ ﷺ کے لیے ثابت ہے، بلکہ آپ کی خصوصیت ہے۔ متعدد احادیث اس پر شاہد عادل ہیں ارشاد فرمایا۔

Scanned with CamScanner

انا اکرم ولد آدم علی ربی میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام اولاد آدم سے معزز ہوں۔
(سنن ترمذی، دارمی)

دوسرے مقام پر فرمایا

انا سید ولد آدم یوم القیامة میں روز قیامت تمام اولاد آدم کا سربراہ ہوں گا
(صحیح مسلم، کتاب الفضائل)

ان کے الفاظ "**مالی من الوذبه**" (میں کس کا سہارا لوں) یہ بھی امور مسلمہ میں سے ہے جس نے بھی حدیث شفاعت عامہ پڑھی ہے، وہ اسے تسلیم کرے گا اور یہ مقام تو قرآن مجید میں آپ ﷺ کے لیے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ کا مبارک ارشاد ہے۔

ومن اللیل فتهجد به فاقلة لک عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا (الاسراء ۷۹)

اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد پڑھا کرو، یہ خاص تمھارے لیے اضافہ ہے قریب ہے کہ تمھیں تمھارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمھاری حمد کریں۔

یہاں شفاعت عظمیٰ کو مقام محمود کہا گیا ہے کیونکہ تمام مخلوق خواہ مومن ہیں یا کافر متقی ہیں یا فاجر تمام اس مقام کے مدح سرا ہوں گے اور اس دن آپ کا واحد سہارا ہونا نہایت ہی واضح ہے کیونکہ اس دن تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم شفاعت سے عذر پیش کرتے ہوئے کہہ دیں گے **نفسی نفسی!**

کوئی گمراہ کہہ سکتا ہے اس دن بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیوں نہ کر لیا جائے اس کا جواب امام بوصیری نے دیا۔

اذا الکریم تجلی باسم منتقم جب اللہ کریم اپنی صفت انتقام میں جلوہ نما فرما ہوگا

اس مقام پر بشمول حضرات انبیاء کرام علیہم السلام شدت غضب الٰہی کی وجہ سے کوئی بھی طلب تخفیف یا رحمت الٰہی کا مطالبہ نہ کر سکے گا، جیسا کہ حدیث میں ہر نبی کا قول ہے۔

Scanned with CamScanner

ان ربی غضب الیوم غضبالم یغضب قبله مثلا ولن یغضب بعد مثل.

میرا رب آج اس قدر غضب میں ہے کہ نہ اس سے پہلے اتنے غضب میں تھا اور نہ کبھی ہو گا

جیسا کہ اس کی تفصیل حدیث شفاعت میں ہے۔

تو وہاں کسی کا شافع ہونا ضروری ہے اور وہ حبیب اعظم اور سید اکرم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، حدیث شفاعت پر غور کر لیں تو معاملہ از خود اس قدر واضح ہو جاتا ہے کہ کسی شک والتباس کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

فان من جودک الدنیا

امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا شعر

فان من جودک الدنیا و ضرتها ومن علومک علم اللوح والقلم

۱۔ ضرة الدنیا۔ آخرت

۲۔ اللوح۔ جسم نورانی جس میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے قلم نے جو کچھ ہوا یا ہونے والا ہے۔ تا قیامت سب کچھ اس میں لکھ دیا۔

۳۔ القلم. جسم نورانی ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا اور حکم دیا کہ تا قیامت ہونے والے واقعات کو لکھ دے۔

۴۔ الجود ۔ کسی عوض وغرض کے بغیر عطا کرنا۔

شعر کی تشریح:

شیخ خالد ازہری لکھتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی بھلائی آپ کے کرم سے ہے اور لوح وقلم کا علم آپ کے علم سے ہے اور آپ ہی اس کے لائق ہیں اور شفاعت میں آپ پر ہی اعتماد ہے۔

شیخ ابراہیم باجوری (یہ تیرہویں صدی ہجری میں جامعہ ازہر کے شیخ تھے) یہاں دنیا سے مراد آخرت کے مقابل ہے۔ اس لیے شاعر نے ضرتھا کا لفظ لکھا اور یہاں مضاف مقدر ہے

Scanned with CamScanner

یعنی خیری الدنیا ،ضرتھا سے مراد آخرت ہے،اب دنیا کی خیر یہ ہے کہ آپ تمام لوگوں کے ماوی ہیں اور آخرت کی خیر سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام کے لیے شفاعت ہے۔

اے اللہ کے بندو! اب بتاؤ اس میں کونسا اشکال ہے؟ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو زہد کے پیش نظر دنیا کو چھوڑ دیا ہے چہ جائیکہ آپ اسے ملکیت میں لے کر اس میں جو دفرماتے اس پر احادیث متواتر شاہد ہیں۔امام ابو یعلی اپنی سند (جسے ھیثمی نے حسن کہا) سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لو شئت لسارت معی جبال الذھب اگر میں چاہتا تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلتے

(شرح السنۃ ۳۸۸۲)(مجمع الزوائد ۱۹۸۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اوتیت مفاتیح کل شئی الاالخمس مجھے ہر شے کی چابی دے دی گئی مگر پانچ کی۔

اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم،ہی بارش نازل کرتا ہے۔وہ جانتا ہے رحم میں کیا ہے؟ کوئی نفس نہیں جانتا وہ کل کیا کرے گا؟ کوئی نفس نہیں جانتا وہ کہاں مرے گا؟ اور اللہ تعالیٰ علم والا اور خبر والا ہے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا کو ترک کر کے نبی عبد ہونا پسند کیا کہ ایک دن وہ کھائیں اور ایک دن بھوکے رہیں،پھر روز قیامت جب کوئی نبی بھی شفاعت کی ہمت نہ پائے گا۔تو ہمارے والدین ان پر قربان آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفاعت کے لیے آگے بڑھیں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ کا جلال وغضب،رضا وکرم سے بدل جائے گا۔لوگوں کو پھر ہولناکی سے نجات مل جائے گی۔بتایئے! اس سے بڑھ کر کیا جود وکرم ہو سکتا ہے،بلکہ جود وکرم کا مرتبہ اس مقام عظیم سے کہیں نیچے ہے۔

پھر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ دنیا وآخرت اسلام کے لیے ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سراپا اور عملی اسلام ہیں اس پر واضح دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدر کے دن یہ فرمان ہے۔

Scanned with CamScanner

اللھم ان تھلک ھذہ العصابۃ فلن تعبد فی الارض

اے اللہ! اگر یہ گروہ ہلاک ہوگیا تو زمین میں تیری عبادت نہ ہوگی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

والارض و ضعھاملانام اور زمین کو ہم نے مخلوق کے لیے بنادیا۔

(الرحمٰن،۱۰)

انام۔مخلوق۔اس میں سے سب سے افضل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے تو یہ زمین آپ ﷺ کے لیے بطریق اولیٰ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا وہ ذات جس نے تمھارے لیے پیدا فرمایا جو تمام زمین میں ہے

(البقرہ،۲۹)

پھر دنیا کا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے

(سنن ابن ماجہ ۴۱۱۰)(سنن ترمذی،۲۳۲۱)

تو کیا اللہ تعالیٰ اس پر راضی نہ ہوگا کہ وہ تمام دنیا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دے، امام بوصیری کے شعر میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔فان من جودک الدنیا و ضرتھا، پھر عرب مجاز کا استعمال کرتے ہیں اور یہ ان کا مسلمہ اسلوب ہے جو اس کا منکر ہے وہ تو فصاحت کا منکر ٹھہرے گا، ہم بوصیری کے کلام میں قرینہ سببیت کی بنیاد پر مجاز مرسل پاتے ہیں، ان کی مراد یہ ہے آپ کے جود میں سے دنیا میں لوگوں کا ہدایت پانا اور یہی ہدایت رب العالمین سے ملانے والی ہے اور یہ دنیا و آخرت میں اچھی زندگی کا سبب ہے، آپ کے جود میں آخرت کی شفاعت بھی ہے اور قرینہ سببیہ پر علاقہ مجاز ہے۔

قرآن کریم میں ہے۔

وینزل لکم من السماء رزقا اور وہ نازل فرماتا ہے آسمان سے تمھارے لیے رزق

Scanned with CamScanner

(سورۃ المومن،۱۳)

یعنی وہ جسے نازل فرماتا ہے وہ پانی ہے اور پانی مختلف ارزاق کا سبب ہے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوح وقلم کے علوم جانتے ہیں؟

امام بوصیری کا یہ فرمان (لوح وقلم کا علم آپکے علوم کا حصہ ہے) بعض لوگوں نے اس پر تنقید کی اور اسے غلط قرار دیا، میں تو یہاں صرف قارئین کو ان احادیث مبارکہ میں غور وفکر کرنے کی دعوت دوں گا تا کہ معاملہ آشکارا ہو جائے۔

۱۔ صحیح بخاری ومسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کچھ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کیے۔ جب سوالات کثرت اختیار کر گئے تو آپ ﷺ ایک دن منبر انور پر تشریف لائے اور فرمایا:

سلونی لاتسئلونی عن شیئ	مجھ سے پوچھو تم جس شے کے
الا بینتہ لکم	بارے میں بھی پوچھو گے میں بتا دوں گا

جب صحابہ کرام نے سنا تو وہ خوف زدہ ہو گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''میں نے دائیں بائیں دیکھا تو ہر آدمی کپڑے میں سر لے کے رو رہا تھا'' ایک آدمی اٹھا (جس کی نسبت لوگ غیر والد کی طرف کرتے تھے) اس نے عرض کیا، یا نبی اللہ!

من ابی! میرا والد کون ہے؟

فرمایا:

ابوک حذیفۃ	تیرے والد حذیفہ ہی ہیں

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا۔

رضینا باللّٰہ ربا وبالاسلام دینا و لمحمد رسولا.

ہم اللہ کے رب، اسلام کے دین اور آپ ﷺ کے رسول ہونے پر نہایت ہی خوش و مطمئن ہیں۔

Scanned with CamScanner

اور اللہ تعالی سے سوء فتنہ سے پناہ مانگتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے خیر وشر کو آج کی طرح کبھی نہیں دیکھا۔ جنت و دوزخ کو میرے لیے مسخر کر دیا گیا اور انھیں میں نے اس دیوار سے بھی قریب دیکھا۔ (مسلم ۲۳۵۹)

۲۔ امام بخاری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے۔

فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة مناز لهم و اهل النار مناز لهم حفظ ذلک من حفظه و نسيه من نسيه.

آپ نے ہمیں خلقت کی ابتداء سے اہل جنت کے جنت میں اور اہل دوزخ کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے بارے میں خبر دی، جس نے یاد رکھا اسے یاد رہا جس نے بھلا دیا اسے بھول گیا۔

۳۔ امام ابو داؤد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا میرے ساتھی بھلا دیے گئے ہیں یا بھول گئے ہیں۔

والله ما ترک رسول الله صلى الله عليه وسلم من قائد فتنة الى ان تنقضى الدنيا يبلغ من ثلث مائة فصاعدا الاقد سمالانا باسمه و اسم ابيه و اسم قبيلته ٥

اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے ختم ہونے تک ہمیں فتنہ پرور ہر لیڈر کے بارے میں بتایا کہ ان کی تعداد تین صد سے زائد تک ہے حتی کہ ان کے نام، اور ان کے والد کا نام اور قبیلہ کا نام بھی بتایا۔

(سنن ابی داؤد ۴۲۴۳)

۴۔ حدیث اختصام ملاء اعلی (آسمانی مخلوق کا اختلاف) جسے امام احمد نے مسند میں، دارمی، ترمذی اور طبرانی سے نقل کیا ہے۔ اس میں الفاظ ہیں جب اللہ تعالی نے میرے شانوں کے درمیان دست اقدس رکھا۔

Scanned with CamScanner

فعلمت مافی السموات والارض تو میں نے جان لیا جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین (سورۃ الانعام ۷۵)

اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی سلطنتیں دکھائیں تا کہ وہ ہو جائے ایقان والوں میں

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

فعلمنی لی کل شیئ و عرفت مجھ پر ہر شے آشکارا ہوگئی اور میں نے جان لیا

طبرانی کے الفاظ میں

فعلمنی لی کل شیئ مجھے اس نے ہر شے کا علم دیا۔

(مسند احمد، ۳۸۵) (دارمی، ۱۲۶۲) (طبرانی، ۲۹۶۱)

۵۔ صحابی عظیم حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی نعت کہتے ہوئے جو کچھ کہا اسے سامنے رکھیے۔

ما ان رأیت ولا سمعت بواحد	میں نے تمام لوگوں میں حضور ﷺ کی
فی الناس کلھم کمثل محمد	مثل نہ دیکھا اور نہ سنا، آپ سب سے
اوفی فاعطی لجزیل لمجتد	زیادہ عطا فرمانے والے ہیں اور جب تم
ومتی تشاء یخبرک عما فی غد	چاہو وہ تمھیں کل کی خبر دیں گے

(الاصابہ: ۹، ۶۴) (اسد الغابہ، ۵، ۳)

واضح یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو جو علوم و معارف عطا فرمائے ہیں انھیں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جان سکتا، اس نے خود یہ ارشاد فرمایا ہے۔

Scanned with CamScanner

انزل الله عليک الکتاب	اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب، حکمت نازل
والحکمة و علمک مالم تکن	کی اور آپ کو علم دیا، ہر اس شئ کا جسے تم نہ
تعلم و کان فضل الله علیک	جانتے تھے اور تم پر اس کا عظیم فضل ہے
عظیما. (سورة النساء ۱۱۳)	

آیت مبارکہ میں لفظ ''ما'' عموم وشمول پر دلیل ہے یعنی جو علوم اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء و رسل کو عطا فرمائے، حضور ﷺ کو وہ بھی عطا فرمائے اور ان کے علاوہ بھی دیئے یہ انعام کے شمول پر دلیل ہے، اگر کوئی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو لوح وقلم کے علوم کی تعلیم دی ہے تو اس میں کیا اشکال ہوسکتا ہے، کیا تم نے ارشاد نبوی ﷺ کے الفاظ نہیں دیکھے۔

فعلمنی لی کل شئی او	مجھے اس نے ہر شے کا علم دیا، مجھ پر
فتجلی لی کل شیئ و عرفت	ہر شے آشکارا ہوگئی اور میں نے پہچان لیا

کیا لوح وقلم، اشیاء میں داخل نہیں، سبحان اللہ! کچھ ایسے عقول ہوتے ہیں جو نہ جاننے والی شے کا انکار کر کے غلط راہ اپنا لیتے ہیں۔ انھیں چاہیے وہ اپنے آپ کی حفاظت کریں۔

پھر جنت و دوزخ کی معرفت، ابتداء خلق کی اطلاع دینا اور دخول جنت کے معاملات بیان کرنا جو لوح وقلم سے زائد ہیں جو قلم نے وہاں نہیں لکھے کیونکہ قیامت کے بعد کا علم تو وہاں مکتوب ہی نہیں، ہاں! وہاں جو کچھ قیامت تک ہوتا ہے وہی لکھا ہے تو وہ **فتجلی لی کل شیئ اور علمت ما فی السموات والارض** میں کیوں شامل نہ ہوگا۔

تو اب بالکل آشکار ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو لوح محفوظ میں لکھے جانے والے علوم سے زیادہ علوم عطا فرمائے ہیں، انسے کسی کی متعصبانہ رائے نہ کہا جائے بلکہ یہ ایمان کا مسئلہ ہے کیونکہ حضور انور ﷺ پر اللہ تعالیٰ جو کرم فرماتا ہے ان کا تسلیم کرنا آپ کا حق ہے اور یہ تقاضائے ایمان ہے۔

Scanned with CamScanner

رہا معاملہ غلو و مردود کا تو وہ نصاریٰ کی طرح یہ قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں یا ان میں اللہ تعالیٰ کی روح حلول کر چکی ہے یا اس کی طرح دیگر کفریات ایسے عقائد غلو و مردود ہیں جس میں شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔ خود امام بوصیری نے اس پر اس قصیدہ میں کہا ہے۔

دع ما ادعته النصاری فی نبیهم	جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں کہا،
واحکم بما شئت مدحا فیه و احتکم	وہ تم نہ کہو اس کے علاوہ جو چاہو آپ ﷺ کی مدح میں کہو۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ شیخ مذکور بلکہ ہر صاحب قلم، صاحب منبر، لیکچرار اور نصیحت و وعظ کرنے والے کو صواب کی توفیق دے، خصوصاً اللہ تعالیٰ کی ذات کے حوالے سے کیونکہ یہاں قدم پھسلنے کا معنی ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اپنے رسول ﷺ کی محبت پر جمع فرما دے اور ہمیں تمام مسلمانوں کے بارے حسن ظن کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں میں محبت پیدا فرما دے کیونکہ یہ اوقات امت مسلمہ کے لیے نہایت ہی خطرناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس دین کے خدام کو تکفیر، ضلالت اور بدعتی کے فتوؤں سے باز رہنے کی بھی توفیق دے کیونکہ اس سے زخم گہرے اور دلوں میں بغض پیدا ہوتا ہے۔ **والحمد لله رب العالمين و صلى الله تعالىٰ على سيدنا محمد و آله وسلم.**

بعض لوگ حضور ﷺ کے علم شریف کو لوح و قلم کے علم سے کم بتاتے اور اپنے موقف پر بضد رہتے ہیں حتیٰ کہ قصیدہ بردہ شریف کے ان مبارک اشعار **فان من جودک ..... الخ** پر اعتراض کرتے ہوئے انھیں شرکیہ بتاتے ہیں۔ اس موضوع پر دوبئی کے عالم دین اور وزیر اوقات الشیخ عیسیٰ بن مانع مدظلہ کے تحقیقی مضمون کا اردو ترجمہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ اسی موقف کی تائید میں جامعہ اشرفیہ لاہور کی شائع کردہ مشہور دیوبندی عالم مولانا نسیم احمد غازی مظاہری

Scanned with CamScanner

بجنوری کی ''درسی تفسیر'' سے ایک اہم اقتباس پیش خدمت ہے۔ جو انھوں نے سورۂ علق کے تحت رقم کیا۔

انسان کا علم لوح وقلم سے بھی زیادہ ہے

مشہور دیو بندی عالم مولانا نسیم احمد غازی مظاہری بجنوری کی ''درسی تفسیر'' سے ایک اقتباس

علم الانسان مالم یعلم اس سے پہلی آیت میں تعلیم کے ایک خاص ذریعہ کا ذکر تھا۔ جو عام طور پر تعلیم کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی قلم کے ذریعہ تعلیم، اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اصل تعلیم دینے والا تو حق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ وہی موثر بالذات ہے۔ اگر وہ تعلیم نہ دینا چاہے تو قلم بھی اس کے حق میں بے سود ہے۔ اور وہ تعلیم دینا چاہے تو تعلیم دینے میں اس مسبب الاسباب ومعلم حقیقی کو قلم کی حاجت نہیں۔ وہ بغیر کسی سبب ظاہری کے بھی تعلیم دے سکتا ہے۔ اور قلم کے علاوہ دوسرے اسباب اور ذریعوں سے بھی دے سکتا ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ علم دیا جس سے وہ ناواقف تھا۔ آیت میں قلم یا کسی دوسرے ذریعہ تعلیم کا ذکر نہ فرمانے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی یہ تعلیم انسان کی ابتدائے آفرینش سے جاری ہے۔ اول اس میں عقل پیدا کی جو سب سے بڑا ذریعۂ علم ہے۔ انسان اپنی عقل سے خود بغیر کسی تعلیم کے بہت سی چیزیں سمجھتا ہے، پھر اس کے پس وپیش میں اپنی قدرت کاملہ کے ایسے مناظر و دلائل قدرت نے رکھ دیے ہیں کہ جن کا مشاہدہ کر کے وہ اپنی عقل کے ذریعہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان سکتا ہے۔ پھر وحی والہام کے ذریعہ بہت سی چیزوں کا علم انسان کو دیا اور کتنی چیزوں کا علم انسان کے ذہن میں بلا کسی واسطہ کے خود بخود پیدا فرما دیا۔ ایک بے شعور بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے بعد اپنے مرکز غذا یعنی ماں کی چھاتیوں کو پہچان لیتا ہے۔ پھر ان سے دودھ حاصل کرنے کا طریقہ بھی خود ہی جان لیتا ہے۔ یہ اس کو کون سکھا سکتا تھا کہ چھاتیوں کو دبا کر اس ترکیب سے دودھ چوس کر نگل لے۔ یہ معلم حقیقی کی قدرتی تعلیم ہی کا کرشمہ ہے۔

Scanned with CamScanner

پھر رونے کا ہنر اس کو قدرت نے ولادت کے ساتھ ہی سکھا دیا۔ بچہ کا یہ رونا اس کی تمام ضروریات کے پورا ہونے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس کو روتا ہوا دیکھ کر ماں باپ اس فکر میں پڑ جاتے ہیں کہ اس کو کیا تکلیف یا کیا ضرورت ہے؟ اس کی بھوک، پیاس، سردی، گرمی وغیرہ کی تمام ضروریات اس رونے ہی سے پوری ہوتی ہیں۔ یہ رونے کی تعلیم قدرت کے سوا بچے کو کون دے سکتا تھا؟ اور کس طرح دے سکتا تھا؟ اس قسم کے تمام علوم وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار خصوصاً حضرت انسان کے ذہن میں بغیر کسی ذریعہ کے اپنی قدرت سے پیدا فرما دیئے ہیں۔ اس کے بعد پھر زبانی تعلیم اور قلبی تعلیم وغیرہ کے ذریعہ ان علوم وھبیہ میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ **اعطی کل شی خلقه ثم هدی.**

یہاں **مالم یعلم** (جس کو وہ جانتا نہ تھا) کی قید کی بہ ظاہر ضرورت نہ تھی، کیونکہ تعلیم تو اسی چیز کی ہوتی ہے جس کو انسان نہیں جانتا۔ یہ قید اس وجہ سے بڑھائی کہ خداداد علم و ہنر کو انسان اپنا ذاتی کمال نہ سمجھ بیٹھے۔ **مالم یعلم** سے تنبیہ کر دی کہ ہر انسان پر ایسا وقت بھی آیا ہے جب وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے **اخرجکم من بطورن امهاتکم لاتعلمون شیئا** (اللہ نے تم کو تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے ایسی حالت میں نکالا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے) معلوم ہوا کہ انسان کو جو بھی علم و ہنر ملا ہے وہ اس کا اپنا ذاتی کمال نہیں۔ سب خالق و مالک ہی کا عطیہ ہے۔ بعض مفسرین نے یہاں انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام یا نبی کریم ﷺ کو قرار دیا ہے۔ کیونکہ آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان ہیں جن کو تعلیم دی گئی۔ **وعلم آدم الاسماء کلها**۔ اور نبی کریم ﷺ وہ آخری پیغمبر ہیں جن کی ذات گرامی میں تمام انبیائے سابقین کے علوم اور لوح و قلم کے علوم موجود ہیں۔

فان من جودم الدنیا و مافیها ضرتها و من علومک علم اللوح و القلم.

(یعنی دنیا و مافیہا آپ کی سخاوت کا ایک جز ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علم کا ایک حصہ ہے۔)

Scanned with CamScanner

انسان کا علم لوح محفوظ سے بھی زائد ہے:

علم الانسان مالم یعلم کو بالقلم کی قید سے مقید نہیں فرمایا اور مفعول بہ الانسان کو ذکر کیا ہے۔ اس سے پہلے جملہ میں مفعول بہ کو ذکر نہیں کیا۔ اور بالقلم کی قید کا ذکر فرمایا ہے۔ اس سے اشارۃ یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا علم اور کائنات سے زائد ہے کیونکہ پہلے جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اور دوسری مخلوق (ملائکہ وغیرہ) سب کو قلم کے ذریعہ سے علم دیا ہے۔ اور قلم سے دیا ہوا علم تمام کا تمام لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ کوئی چھوٹی، بڑی، خشک و تر چیز ایسی نہیں جو لوح محفوظ میں درج نہ ہو۔ لیکن انسان کو دیا ہوا علم مکتوب لوح محفوظ کے علاوہ بھی ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: **وعلم آدم الاسماء کلها** اگر علم آدم صرف وہی تھا جو لوح محفوظ میں مکتوب ہے تو فرشتے جواب کیوں نہ دے سکے۔ اور **سبحنک لا علم لنا** کے ساتھ معذرت کیوں کی؟ پھر اللہ تعالیٰ کا علم حضوری و قدیم ہے۔ حصولی نہیں کہ لوح محفوظ اس کو محیط ہو سکے۔ اور قلم اس کو لکھ سکے۔ (مظہری) یہاں تک سورۂ اقراء کی وہ پانچ آیات تھیں جو سب سے پہلے نازل ہوئیں۔ اس کے بعد کی آیات کافی عرصہ کے بعد نازل ہوئی ہیں۔ کیونکہ باقی آیات اخیر سورۂ تک ابوجہل متعلق ہیں اور ابتدائے وحی و نبوت کے وقت مکہ میں کوئی بھی آپ کا مخالف نہ تھا۔ اہل مکہ آپ کو صادق اور امین جیسے القاب سے پکارتے اور آپ سے محبت و تعظیم کا برتاؤ کرتے تھے۔ ابوجہل کی مخالفت و دشمنی خصوصاً نماز سے روکنے کا واقعہ جو آگے آنے والی آیات میں مذکور ہے ظاہر کہ اس وقت کا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے نبوت و دعوت کا اعلان فرما دیا تھا۔ اور شب معراج میں آپ کو نماز کا حکم ہو چکا تھا۔

Scanned with CamScanner

امیر کاروانِ اسلام

مفتی محمد خان قادری

کا دینی، علمی اور تحقیقی لٹریچر

آیئے قربِ مصطفےٰ ﷺ پائیں
شرح، اج سک متراں دی
حضور ﷺ کے آباء کی شانیں
والدین مصطفےٰ ﷺ کا زندہ ہوکر ایمان لانا
مزاح نبوی ﷺ
علماء نجد کے نام اہم پیغام
اللہ اللہ حضور کی باتیں (ایک ہزار احادیث کا مجموعہ)
جسم نبوی ﷺ کی خوشبو
کیا سگ مدینہ کہلوانا جائز ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ
مقصد اعتکاف
سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
صحابہ اور بوسہ جسم نبوی ﷺ
مسئلہ ترک رسول اللہ کے کسی عمل کو ترک فرمانے کی حکمتیں
محبت اور اطاعت نبوی ﷺ
آنکھوں میں بس گیا سراپا حضور ﷺ کا
نعل پاک حضور ﷺ
صحابہ اور علم نبوی ﷺ
روح ایمان، محبت نبوی ﷺ
امام احمد رضا اور مسئلہ ختم نبوت ﷺ
تفسیر سورۃ الکوثر
تفسیر سورۃ القدر
قصیدہ بردہ پر اعتراضات کا جواب
امامت اور عمامہ
تفسیر سورۃ الضحیٰ و الم نشرح

معراجِ حبیبِ خدا ﷺ
شاہکار ربوبیت ﷺ
ایمان والدین مصطفےٰ ﷺ
حضور ﷺ کا سفر حج
امتیازات مصطفےٰ ﷺ
در رسول ﷺ کی حاضری
ذخائر محمدیہ ﷺ
محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
فضائل نعلین حضور ﷺ
شرح سلام رضا
نور خدا سیدہ حلیمہ کے گھر
نماز میں خشوع خضوع کیسے حاصل کیا جائے
حضور ﷺ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے
اسلام اور تحدید ازواج
اسلام میں چھٹی کا تصور
مسلک صدیق اکبر عشق رسول ﷺ
شب قدر اور اسکی فضیلت
صحابہ اور تصور رسول ﷺ
مشتاقان جمال نبوی ﷺ کی کیفیات جذب و مستی
اسلام اور احترام والدین
والدین مصطفےٰ ﷺ کے بارے میں صحیح عقیدہ
والدین مصطفےٰ ﷺ جنتی ہیں
نسب نبوی ﷺ کا مقام
عصمت انبیاء
اسلام اور خدمت خلق
تحریک تحفظ ناموس رسالت کی تاریخی کامیابی
فضیلت درود و سلام

آثار رسول ﷺ کی عظمتیں
حضور ﷺ رمضان کیسے گذارتے؟
صحابہ کی وصیتیں
رفعت ذکر نبوی ﷺ
کیا رسول اللہ نے اجرت پر بکریاں چرائیں؟
حضور ﷺ کی رضائی مائیں
ترک روزہ پر شرعی وعیدیں
عورت کی امامت کا مسئلہ
عورت کی کتابت کا مسئلہ
منہاج النحو
منہاج المنطق
معارف الاحکام
ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم
ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم
ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم
ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم
ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم
ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پانزدہم
ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد ششم
ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد ہفتم
صحابہ اور محافل نعت
صحابہ کے معمولات
خواب کی شرعی حیثیت
حضور ﷺ کے والدین کے بارے میں مسلک کا مذہب
علم نبوی ﷺ اور امور دنیا
علم نبوی ﷺ اور منافقین
نظام حکومت نبوی ﷺ
وسعت علم نبوی ﷺ

Scanned with CamScanner